ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN(P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13

OPEN ACCESS
CC BY NC

ڈاکٹر ولی محمد
لیکچرار، شعبہ اردو جامعہ پشاور
ڈاکٹر محمد اویس قرنی
لیکچرار، یونیورسٹی کالج فار بوائز جامعہ پشاور
ڈاکٹر سونیا بشیر
اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی کالج برائے خواتین، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

راجندر سنگھ بیدی کی شخصیت میں بذلہ سنجی کے عناصر

Dr Wali Muhammad*
Lecturer, Department of Urdu, University of Peshawar.
Dr Muhammad Awais Qarni
Lecturer, University College for Boys University of Peshawar.
Dr Sonia Bashir
Assistant Professor of Urdu, University College for Women, AWKUM Mardan.

***Corresponding Author:**

Elements of Humor in the Personality of Rajendar Singh Bedi

Rajendar Singh Bedi is one of the famous Urdu fiction writers. Although there are elements of extreme seriousness in his short stories, but in practical life he was quite present, sharp and witty. In gatherings with friends, the attendees of the gatherings were amused by his antics and in a way felt fear that they might not be targeted by Bedi Sahib. Bedi's humor did not hurt anyone and in this case he had the courage to laugh at himself. This aspect of Bedi's personality is different from his fiction and the reason for this is that Bedi's painful heart tries to take refuge in humor in everyday conversation. In this

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13

research paper, the elements of satire and humor in Bedi's personality have been analyzed and in this regard, several incidents and the statements of his friends and contemporaries have been quoted, in the light of which this aspect of Bedi's personality has been analyzed.

Key Words: *Rajendar singh bedi, personality,wit, satire, incidents,analysis.*

شخصیت کی کئی جہتیں ہوتی ہیں۔ جن پر حالات وواقعات کا اثر مختلف صورتوں میں ہوتا ہے۔ بعض لوگ خارجی ماحول کے زیر اثر دب کر خود میں سمٹ جاتے ہیں تو بعض محفل آرائی کرتے وسعتیں اختیار کر جاتے ہیں۔ راجندر سنگھ بیدی جب تک لاہور میں تھے تو گھریلو مسائل کی وجہ سے تناؤ کا شکار رہے۔ لاہور چھاؤنی میں ڈاک خانے کی ملازمت کے دوران ڈیوٹی کے گھنٹے بڑھنے لگتے تو کئی کئی بار سترہ اٹھارہ گھنٹے ڈیوٹی دینی پڑتی۔ چٹھیاں چھانٹنا، فائلیں اِدھر اُدھر لے جانا، افسروں کے خط ان کے گھروں پر پہنچانا، گھر میں تپ دِق کے مرض میں مبتلا والدہ کی قابل رحم حالت اور وفات، ان کے معاشی حالات اور ملک کا تیزی سے بدلتا ہوا منظر نامہ۔ اس بھاگم دوڑی نے حساس بیدی کو دل گرفتہ رکھا۔ یہی سنجیدگی ان کی فلمی وغیر فلمی کہانیوں میں بھی نظر آتی ہے۔ لیکن جب وہ ہجرت کر کے دلی گئے تو ان کے مزاج کی شگفتگی اپنا رنگ دکھانے لگی پھر جب وہ بمبئی کی فلم انڈسٹری کا حصّہ بن گئے تو ان کی شخصیت میں بہت بدلاؤ آیا اور ان کے روئیں روئیں سے مزاح کی لہریں پھوٹنے لگیں۔ ان کی جملہ بازی اور لطائف وظرائف سے محفل زعفران زار ہو جاتی۔ دوستوں میں ان کی شوخ مزاجی کے چرچے تھے۔ ان کے قریبی احباب کے خیال میں ایسا وہ صرف تفنن طبع کے لئے کرتے تھے۔ انہیں کسی کی دلآزاری مقصود نہیں تھی۔ کیوں کہ اس سلسلے میں بسا اوقات وہ اپنے آپ کو بھی نشانے پر رکھتے تھے۔ خود سکھ ہونے کی وجہ سے اُنہیں معلوم تھا کہ ان کی برادری کے قصوں سے کس طرح لوگ لطف اٹھاتے ہیں۔ اس لیے سکھوں کے متعلق انہیں جتنے لطیفے یاد تھے شاید ہی کوئی اور ان کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتا تھا۔ بیدی کسی بھی محفل میں ہوتے تو لوگ یہی توقع کرتے کہ وہ لطیفے سنائیں گے۔ سردار جی کے لطیفے وہ خوبصالحے لگا کر بناتے اور سناتے رہتے تھے۔ ایسے حالات میں وہ اپنی ذات، خاندان اور اپنی شکل وصورت سے بے نیاز نظر آتے۔ لطیفے گھڑنے سے لے کر مختلف صورتوں لطف پیدا کرنے اور سنانے میں وہ اپنے مقام اور مرتبے کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ آس پاس کے لوگ قہقہے لگانے پر مجبور ہو جاتے۔ ایسے لمحوں کی مسرت ان کی آنکھوں میں چمکتی رہتی۔

لاہور کے ڈاکٹر نذیر احمد سے بیدی کا دیرینہ تعلق تھا۔ ڈاکٹر صاحب جب کبھی بمبئی جاتے۔ بیدی کے ہاں ایک دو دن ضرور ٹھہرتے۔ وہ بیدی کے بارے میں بتاتے ہیں۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13
ماخذ تحقیقی مجلہ

"کئی لطیفے اپنی خالصہ برادری کے خلاف وہ خود گھڑ گھڑ کر فضا میں چھوڑتے تھے۔ جو دور دور تک پہنچتے تھے۔ میں کبھی کبھی ان کے لیے لاہور سے زری کی جوتی کا ہدیہ لے جاتا تھا۔ ایک دفعہ وہ میری معیت میں گھر سے باہر جانے لگے تو کہا لاؤ ہماری دروپدی لاؤ۔ نوکر زری کی جوتی اٹھالایا۔ میں حیران کہ یہ جوتی دروپدی کیسے ہوگئی؟ کہنے لگے یہ جوتی ایسی ہر دلعزیز ہے کہ میرے علاوہ میرے دونوں بیٹے بھی وقتاً فوقتاً اسے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اس کا نام دروپدی نہیں تو اور کیا ہوگا"[۱]

بیدی ہر بات کے کسی نکیلے سرے سے ایک نوع کا انبساط پیدا کرنے کا گر جانتے تھے۔ اس طرح وہ زندگی کے تھکے تھکے اور مضمحل لمحوں میں پھر سے ایک نئی حرارت دوڑا دیتے تھے۔ وہ کسی بھی موقع پر خشمگیں اور تند و تیز نہیں ہوتے تھے۔ نہ ہی ان کے لہجے میں کسی کے لیے غیض و غضب دیکھا گیا۔ بلکہ ان کی خوش دِلی تھی جو ہمیشہ ان کی گفتگو میں تفنن کا سامان پیدا کرلیتی تھی۔ یہ تفنن لغو، بے ہنگم اور بے ڈول قسم کا نہیں ہوتا تھا۔ بیدی کے دوستوں کو معلوم تھا کہ وہ بظاہر عام سی گفتگو میں بھی کوئی نہ کوئی پھلجھڑی چھوڑ سکتے ہیں۔ اس معاملے میں نئے پرانے دوستوں کی کوئی قید نہیں تھی۔ مشہور فلم ہدایتکار ڈی۔ ڈی۔ کیشپ نے خاصا لمبا قد پایا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیدی کے ساتھ ساحل کی سیر کو نکلے تھے اور کسی کہانی پر بات چیت ہورہی تھی۔ موسم شدید گرم تھا۔ کیشپ صاحب کو گرمی کی شدّت نے پریشان کردیا ان کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ بیدی میانہ قد تھے۔ اسی دوران پسینہ میں شرابور کیشپ نے دیکھا کہ بیدی کو پسینہ نہیں آرہا تو رک کر کہا۔ بیدی صاحب کیا وجہ ہے مجھے پسینہ بہت آرہا ہے اور آپ کو نہیں۔ بیدی نے برجستہ کہا۔ وجہ ظاہر ہے آپ سورج کے زیادہ قریب ہیں۔[۲]

بیدی اپنے انداز و ادا سے زندگی کے کھردرے پن اور تلخی کو ایک حد تک معتدل کرتے ہوئے اسے قابل قبول بنالیتے تھے۔ انھوں نے زندگی کے اتار چڑھاو کو بہت قریب سے دیکھا اور صحیح معنوں میں محسوس کیا تھا۔ دن رات ان کے سامنے انسانوں کی حرکات و سکنات کی بوالعجبیاں اور تناقضات کے مظاہرے قول و فعل کی صورت میں ہوتے جو ان کو کچھ ایسا کہنے پر اکساتے جس سے خود بخود واقعات کی مضحک صورتیں سامنے آنے لگتیں۔ مجتبیٰ حسین جو خود حیدرآبادی مزاج و مزاح کی ایک درخشندہ مثال ہیں بیدی کی شخصیت کے بارے میں بتاتے ہیں کہ پھڑکدار فقرے، زندگی سے لبریز باتیں، زندگی سے ٹوٹ کر پیار کرنے کا اچھوتا انداز، کھلا دل، کھلا دماغ

(پگڑی کے باوجود) یہی باتیں بیدی کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ کیا مجال کہ کوئی ان کی صحبت میں رسمی بات یا رسمی جملہ کہہ سکے۔ (۳)

بیدی بڑے من موجی تھے۔ ان کے افسانوں اور فلموں کی دنیا الگ تھی جس میں ہماری ملاقات ایک نہایت حساس اور بے حد سنجیدہ قلمکار سے ہوتی ہے۔ جس کی روح پر تقسیم اور ہجرت اور فسادات نے گہرے چرکے لگائے ہیں۔ لیکن اپنی باقی زندگی کو انہوں نے رد عمل کے طور پر ایک نئے ڈھنگ سے جینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کا ایک مطلب زندگی کی میکانئیت سے دوری اختیار کرنے کا بھی ہے۔ جہاں کسی قسم کی برہمی اور کدورت کے لیے جگہ نہیں بچتی تھی۔ دل کے آئینے کو صاف رکھا جائے تو ایسی ہی گدگداتی کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جیسے فلم پروڈیوسر بی۔ آر۔ چوپڑہ ایک پنجابی فلم بنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے بیدی صاحب کو بلا کر کہا۔ میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔ اگر آپ کہانی میں ڈھال سکیں تو بڑی کامیاب فلم بن سکتی ہے۔

"آئیڈیا نکالیے۔۔

ایسا ہے کہ ایک ہندو عورت ہے۔

ایک ہی کیوں۔ اس ملک میں کروڑوں ہندو عورتیں ہیں۔

لیکن اس ہندو عورت کے اولاد ہوتے ہی مر جاتی ہے۔

یہ کسی بھی ہندو عورت کا طرہ امتیاز نہیں ہر مذہب کی عورت میں یہ وصف ہو سکتا ہے۔

اوہو.. چوپڑہ صاحب بھنا کر بولے۔۔ آپ پورا آئیڈیا تو۔۔۔

آپ خود ہی آئیڈیا باہر نکالنے میں دیر کر رہے ہیں۔

تو میں کہہ رہا تھا۔ اس ہندو عورت کے اولاد ہوتے ہی مر جاتی ہے۔ آخر کسی کے مشورہ پر وہ امرتسر کے دربار میں جا کر منت مانگتی ہے کہ اگر اس کا اگلا بچہ بچ جائے تو وہ اس کو سکھ بنا دے گی۔

اس کا بچہ ہوتا ہے تو اُسے فوراً سکھ بنا دیتی ہے اور وہ بچ جاتا ہے۔

بس۔ یہی ایک معرکتہ الآرا آئیڈیا ہے۔ بیدی صاحب چہکے۔ اگر اس بچے کو سکھ بنا دیا گیا تو پھر وہ بچہ کہاں رہا۔"(۴)

حالانکہ سبھی جانتے تھے کہ انڈسٹری میں چوپڑہ صاحب ایک نام و مقام رکھتے تھے۔ ان کے پاس اتنا کام ہوتا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ کام کرنے کے لئے سارا سارا دن ان کے آگے پیچھے دوڑتے ان کی منتیں کرتے لیکن اپنی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13

ماخذ تحقیقی مجلہ

اضطراری عادت سے مجبور بیدی نے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ کسی کہانی کار اور پروڈیوسر کے بیچ کہانی کو لے کر بحث ومباحثہ کی ایسی مثال مشکل سے مل سکے گی۔

بیدی نے کھلا ذہن پایا تھا۔ اس لیے چھیڑ چھاڑ کی رگ ان کے اندر برابر پھڑکتی رہتی تھی۔ ان کے مزاج میں کسی برتری کا احساس نہیں تھا۔ کسی پہلو سے کسی کو کمتر نہیں سمجھتے تھے۔ اگرچہ شمس الحق عثمانی نے جابجا ایسے اشارے دیے ہیں لیکن بیدی کی شخصیت کے مجموعی رنگ ڈھنگ کو دیکھتے ہوئے ایسا نہیں لگتا کہ وہ کسی سے بدلہ لینے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ یا انہوں نے کسی منفی سوچ کو پروان چڑھایا ہو یا ان کا مقصد کسی کی تحقیر کرنا ہو۔ ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے تھے۔ ان کے قریبی احباب جانتے تھے کہ بیدی اپنے مزاج کا بندہ ہے۔

اوپندر ناتھ اشک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ بمبئی میں ایک فلمی افسانہ نگار خاصا بور کر رہا تھا۔ وہ آدھا پون گھنٹہ سے مسلسل بولے جا رہا تھا اور کسی دوسرے کو بولنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ جبھی بیدی پہنچا۔ دلیپ کمار نے بیدی سے کہا کہ ہم آپ کو جب جانیں جب آپ اسے چپ کرا دیں۔ بیدی صاحب نے حامی بھر لی اور کہا کہ یوں تو مشکل ہے لیکن مسلسل بولنے والے کبھی نہ کبھی موقع دے دیتے ہیں۔ دورانِ گفتگو دوسرے ہی لمحے بیدی کو موقع مل گیا۔ افسانہ نگار ایک مشہور پروڈیوسر کو گالیاں دے رہا تھا:

> " اتنا بد تمیز، بے ادب، نامعقول اور ناہنجار ہے کہ میں اسے فلمی کہانی سنا رہا ہوں اور وہ بغیر کان دیے اپنی لڑکیوں کو پیار کیے جا رہا ہے۔ میری نجمہ، میری سلمیٰ ۔۔ اچانک بیدی بولے۔ صاحب وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ معاًسب کی نظریں بیدی کی طرف اٹھ گئیں۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کہانی پر فلم بنالی تو ان بچیوں کا کیا ہو گا۔ اس پر زوردار قہقہہ پڑا۔"[۵]

بیدی کی شخصیت کا نکیلا رنگ ذہنی طور پر ان کے چوکنے پن کا مظہر تھا۔ وہ مختلف افراد کے رویوں اور بھانت بھانت کے مزاجوں کے شناسا تھے اور ان بوالعجبیوں پر ان کی نظر رہتی تھی جو فکر و عمل کی کج روی سے پیدا ہوتی تھیں۔ ان کا مشاہدہ خاصا تیز تھا۔ وہ کھلی آنکھوں سے سماج کی کجی دیکھ کر رائے دیتے تھے۔ مرزا ادیب کے بقول اپنے متعلق ان کی رائے تھی۔" میں داڑھی نہ بھی رکھتا جب بھی سکھ ہوتا" اور سکھ سے ان کی مراد تھی ایک بیوقوف آدمی۔ چنانچہ جب کبھی دوستوں کی محفل میں کوئی بے تکلف دوست احمقانہ سی حرکت کر بیٹھتا تھا تو وہ فوراً کہہ دیتے یار! تم نے تو سکھوں والی بات کر دی۔[۶]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13

ماخذ تحقیقی مجلہ

ایسا حیات بخش اور رواں دواں چٹکلہ بیدی ہی سے خاص ہے۔ بعض لطائف واقعی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اندرون میں جھانکنے کی طرف بھی مائل کرتے ہیں۔ بیدی صاحب میں یہ حوصلہ موجود ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی تمسخر کا نشانہ بنا سکتے ہیں۔ ایک سچے مزاح نگار کی یہی بنیادی خوبی ہوتی ہے اور اسی وجہ سے وہ طنز سے بچ کر مزاح کی بے ضرر اور قہقہوں بھری دنیا میں داخل ہو سکتا ہے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ مزاح میں طنز کے مقابلے میں دلبریت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ شخص جو دوسروں پر ہنستا ہو اور خود پر ہنسنے کا حوصلہ نہ رکھتا ہو، وہ دوسروں کی نظر میں بہت جلد مردود ٹھہرتا ہے اور لوگ اس سے کھچے کھچے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس جو شخص اپنے آپ پر بھی ہنس سکے۔ ایسے شخص کی تحریر و تقریر سے ہر کوئی لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ بیدی کی گفتگو میں بذلہ سنجی کا عنصر طنز کے حدود میں داخل نہیں تھا بلکہ وہ ہلکے پھلکے انداز میں سننے والوں کے ہونٹوں پر کھکھلاہٹیں چھوڑ دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بیدی کی محفل میں بوریت کا پیدا ہونا ناممکن تھا۔ بیدی کی شخصیت میں خود کو نشانے پر رکھنے اور اس کے بعد ہی کسی دوسرے کو نشانے پر رکھنے کی طرف اوپندر ناتھ اشک نے بھی اشارہ کیا ہے۔ اشک بیدی کے حوالے سے دعوی کرتے ہیں کہ وہ دوسروں کا مذاق ہی نہیں اڑاتا اپنا بھی اڑاتا ہے اور کئی بار تو اپنا مذاق اڑا کر دوسروں کا ٹخنہ کھینچ دیتا ہے ان کے بقول یہ بیدی صاحب کا آزمودہ اور کارگر حربہ ہے۔[۷]

ہنسی کا ایک سبب غیر مطابقت بھی ہے یعنی جب مروجہ توقع کے مطابق نتائج نہیں آتے جیسا کہ روزمرّہ کے سلسلے میں اہل زبان اور غیر اہل زبان کے معاملات تو ایسی صورت میں بھی ہنسی کو تحریک ملتی ہے۔ مثلاً ایک انٹرویو کے دوران انٹرویو نگار افتخار کے ساتھ بات کرتے ہوئے دلچسپ صورتحال پیدا ہوئی۔۔ بیدی صاحب کہہ رہے تھے۔

> "ہم کیوں سمجھیں کہ اُردو کا ٹھیکہ یا دلی کے پاس ہے یا لکھنؤ کے پاس یا حیدرآباد کے پاس۔ میں آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں۔۔ کوئی صاحب لکھنؤ سے علامہ اقبال کے پاس پہنچے۔ جب لوٹ کر آئے تو کسی نے پوچھا کیوں صاحب ملے آپ علامہ سے۔ کہا جی ہاں ملے۔ پوچھا کیا باتیں ہوئیں۔ کہنے لگے کچھ نہیں۔ میں جی ہاں جی ہاں کرتا رہا وہ ہاں جی ہاں جی کرتے رہے (قہقہہ۔۔۔۔)
>
> ہاں بھئی ہمارے پنجابی میں جو ہیں وہ "ہاں جی" ہی کہتے ہیں۔
>
> افتخار۔۔ جی ہاں (مسکراہٹیں)[۸]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13

ماخذ تحقیقی مجلہ

بیدی ایک زندہ دل آدمی تھے۔ان کی ہنسی، چہل اور دل لگی ان کی وہ جبلی خاصیت تھی جسے انہوں نے آخر تک اپنی محفلوں میں برقرار رکھا۔اسی خوش منشی سے وہ دن رات کی کوفت و کرب کو رفع کرتے۔ان کی اسی زندہ دلی سے پژمردہ چہرے کھِل اٹھتے۔اور غم غلط ہو جاتا۔یوں تو جگدیش نے بیدی کے حوالے سے دعوی کیا ہے کہ ہنسی مذاق میں ان (بیدی صاحب) کا مقصد کسی کی دل شکنی اور دل آزاری نہ ہوتا۔[۹] لیکن جہاں جگدیش نے بعض دوسرے ادیبوں کی بلا نوشی میں بہکانے کی بات کی ہے وہیں بیدی کے بارے میں اعتراف کیا ہے کہ ان کی شراب نوشی اور تمباکو خوری نے ان کی گھریلو زندگی میں بڑی بدمزگی پیدا کر دی تھی۔[۱۰]

شاید بعض مقامات پر گفتگو کے دوران حد اعتدال کا دامن چھوٹنے کی وجہ ان کی شراب نوشی ہی ہو سکتی ہے۔۔ جیسے

"کسی نے کنہیا لال کپور کا ذکر کیا بیدی نے جھٹ پھبتی کسی۔۔۔۔۔۔کسی نے کپور کے متعلق ہی کہا ہے کپور رے کپور تیری کون سی کل سیدھی۔۔"[۱۱]

یہاں تک تو بات بنتی ہے۔دوستوں میں گفتگو کے دوران کبھی کبھار ایسی باتیں ہو جاتی ہیں لیکن ان کے بعض خطوط میں جو بے باکانہ لہجہ ملتا ہے اسے خوف فساد کی وجہ سے پوری طرح نقل بھی نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً اشک کے نام لکھے گئے خطوط میں دوستوں کے بارے میں ان کی آراء۔۔۔اس معاملے میں بھی ان کو موردِ الزام اس وجہ سے نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ وہ اپنے بارے میں بھی بڑے بے تکلف اور لاپرواہ واقع ہوئے تھے۔لیکن ایک اور زاویے سے دیکھا جائے تو ان کے طنزیہ وار کا ہدف صرف سامنے والا کوئی ایک فرد نہیں ہوتا تھا بلکہ اس پیرائے میں وہ معاشرتی زندگی کے جھول دکھاتے تھے۔کیفی اعظمی نے اس سلسلے میں بیدی صاحب کی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خاصیت بہت کم لوگوں میں ہوتی ہے کہ وہ خود پر ہنس سکیں۔دوسروں پر ہنسنا بہت آسان کام ہے جس کے ہم عموماً عادی ہوتے ہیں لیکن اپنے پر بہت کم لوگ ہنس پاتے ہیں۔بیدی صاحب میں یہ اخلاقی جرات ہے کہ وہ دوسروں سے زیادہ خود پہ ہنس لیتے ہیں۔[۱۲]

بیدی تعصبات رکھنے کی بجائے انسانوں کی کمزوریوں کے حوالے سے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔اور مضحکہ خیز پہلوؤں اور مخصوص معاشرتی ناہمواریوں اور ٹیڑھے بھینگے پن سے محظوظ ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے۔پرکاش پنڈت لکھتے ہیں کہ ایک بار میں سخت علیل ہو گیا۔اس خیال سے کہ تنہائی میں مجھے تکلیف نہ ہو۔بیدی صاحب مجھے ماڈل ٹاؤن لے گیا۔فوراً چلے جانے کے باعث پرانا مکان تو ہاتھ سے چھن گیا اور نیا مکان نہ مل سکا۔اس

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13
ماخذ تحقیقی مجلہ

لیے مجبوراً دو تین مہینوں تک ان کے ہاں رہنا پڑا۔ اور جب مکان ملنے پر اس سے رخصت ہوا تو ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ مہمان کے آنے کی مسرت تو خیر ہوتی ہے لیکن اس کے چلے جانے پر جو مزا آتا ہے اس کا اندازہ تم لگا ہی نہیں سکتے۔ (۱۳)

بیدی کی زبان سے بے اختیار ایسے جملے نکلتے تھے جو ہنسی کو تحریک دیتے تھے۔ ماندگی کو تازگی میں بدلنے کے لیے محفل رونق لگائے رکھتے تھے۔ حالات کی ناہمواریوں کا خوش دلی سے اظہار کرتے ہوئے زندگی سے گہری وابستگی کا ثبوت دیتے تھے۔ مجتبیٰ حسین بتاتے ہیں کہ ہم پہلی بار ان کے دفتر ڈاچی فلمز گئے تو بیدی صاحب ایک چھوٹے سے دفتر میں بیٹھے تھے اور دفتر میں موجود لوگوں کو مٹھائی کھلا رہے ہیں۔ مٹھائی کھلانے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ان کی فلم دستک کی ٹیریٹوری فروخت ہو چکی ہے۔ دوسرے سال پھر ہم گئے تو تب بھی مٹھائی سامنے رکھی گئی۔ پھر وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ اب دوسری ٹیریٹوری فروخت ہوئی ہے۔ تیسرے سال پھر جانا ہوا تو پھر مٹھائی کی پیشکش ہوئی۔

"پوچھا کیا اب تیسری ٹیریٹوری فروخت ہوئی ہے۔؟ ہنس کر بولے۔ نہیں پچھلے سال کی ہی مٹھائی ہے جو بچ گئی ہے۔ شوق سے کھائیے۔" (۱۴)

بیدی کو بے لاگ رائے دینے میں کوئی پس و پیش نہیں ہوتا تھا اور وہ مخاطب کو ایسا مسکت جواب دیتے کہ اکثر لوگ منہ تکتے رہ جاتے۔ مثلاً کسی نے کہا۔ فلاں شخص نے بڑا اچھا افسانہ لکھا ہے۔ بیدی نے کہا اس کا افسانہ واقعی اچھا افسانہ کہلاتا اگر اس سے پیشتر وہی افسانہ موپاساں نے نہ لکھا ہوتا۔ (۱۵)

جب بھی کوئی جملہ سوجھتا کسی کے ساتھ رو رعایت نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ذاتی تعلقات کو نظر انداز کرتے ہوئے بغیر لگی لپٹی کہہ دیا کرتے تھے۔ کرشن چندر کو آخر تک افسانہ نگار کہنے کے بجائے سٹائلسٹ کہتے تھے۔ اسے کنہیا لال کپور کی اعلیٰ ظرفی کہیے کہ بیدی نے ان پر جہاں بھی طنز کے وار کیے ہیں انہیں بلا کم و کاست اپنے مضمون میں پیش کیا ہے۔

ایک محفل میں کسی نے پطرس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کاش وہ پطرس کے مضامین کے بعد لکھنا ترک نہ کر دیتے۔ بیدی نے انتہائی معصومیت سے کہا کہ میں پطرس کی دیانتداری کا اعتراف کرتا ہوں۔ پطرس نے محسوس کیا کہ وہ پطرس کے مضامین ایسی یا اس سے بہتر کتاب نہ لکھ سکے گا چنانچہ اس نے لکھنا ترک کر دیا۔ کنہیا لال کپور کی طرح نہیں کہ ڈھیٹ بن کر لکھے جاتا ہے حالانکہ تمام سمجھدار لوگ اس سے عاجز آ چکے ہیں۔ (۱۶) بیدی کے جملوں میں

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13
ماخذ تحقیقی مجلہ

برجستگی اور بے ساختگی ہوتی تھی۔جوابی وار کرنے میں بھی کسی سے کم نہیں تھے۔جس سے ان کے ذہن کی دراکی وبراقی اور جودت طبع کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ پنجابی کے لکھاری سنت سنگھ سیکھوں بمبئی پدھارے پنجابی ساہتیہ گیندر کی اور سے ایک پارٹی دی گئی۔دیگر سکھ لکھاریوں کے علاوہ بیدی صاحب بھی شامل ہوئے۔پارٹی کے بعد سیکھوں صاحب اور دوسرے بہت سے دوسرے لکھاری بھی بیدی صاحب کی کار میں بیٹھ گئے۔بیدی صاحب نے انہیں مختلف ناکوں پر پہنچانے کی ذمہ داری لے لی۔راستے میں پنجابی زبان کے مصنف اور مترجم سکھبیر نے چٹکی لیتے ہوئے کہا۔بیدی صاحب یہ گاڑی آپ کے پروڈیوسر ہونے کی صحیح نشانی ہے۔کیوں نہیں۔ایک اور لکھاری بولے۔گاڑی کیا ہے پورا چھکڑا ہے۔اور اس میں...اب کے سیکھوں صاحب نے اپنی گھنی مونچھوں میں مسکرا کر کہا۔آٹے کی بوریاں بھی لادی جاسکتی ہیں۔بیدی صاحب سیکھوں صاحب کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور بولے۔وہی تو لے جارہا ہوں۔[۱۷]

بیدی کے چھوٹے بھائی ڈلہوزی میں رہتے تھے۔وہ کچھ دنوں کے لیے بھائی کے ہاں گئے تھے۔ایک دن ڈلہوزی میں سیر کے دوران ان سے ملاقات ہوگئی۔ان دنوں ہربنس سنگھ ہوٹل کا کاروبار کرتے تھے۔

> "بیدی نے پوچھا۔بھئی کام کاج کیسا ہے۔جواب ملا بہت کم ٹورسٹ آتے ہیں۔مندا ہے۔بعد میں بیدی نے دریافت کیا۔بال بچے کتنے ہیں؟ ہربنس نے جواب دیا وہ تو گورو کی کرپا سے کافی ہیں۔بیدی دبی زبان سے بولے تو اچھا ہی ہے۔ویسے بھی آدمی بے کار بیٹھا برا سا لگتا ہے۔"[۱۸]

معاصر افسانہ نگاروں میں کرشن چندر کے ساتھ ان کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہتی تھی۔اوپندر ناتھ اشک ایک واقعے کا ذکر کرتے ہیں کہ اس زمانے میں اوم پرکاش راج کمل پرکاشن دہلی کے مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔انہوں نے اپنے آفس کے کمرے میں کرشن چندر اور بیدی کے اعزاز میں ایک چھوٹی سی پارٹی کا اہتمام کیا۔ڈائریکٹر لکشمی نرائن نے کرشن چندر کو مسکہ لگاتے ہوئے کہا۔کرشن جی کیا لکھتے ہیں۔جادو جگاتے ہیں۔بیدی دھیرے سے بولا۔یہ جادو جگاتا رہے گا یا کبھی کہانی بھی لکھے گا۔اوپندر ناتھ اشک کے بقول میں نے دیکھا کہ کرشن چندر کا منہ کانوں تک سرخ ہوگیا۔[۱۹]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13

ماخذ تحقیقی مجلہ

اگرچہ دلچسپ لطیفے، کھلنڈراپن اور بیدی کی شخصیت لازم وملزوم ہو گئے تھے۔ لیکن اس خوش مزاجی کے پیچھے ایک دردمند دل بھی تھا۔ زندگی کی کھٹور حقیقتوں کا شناسا ایک رقیق القلب انسان بھی تھا جو ہمیں بیدی کی کہانیوں میں نظر آتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ نذیر احمد، ڈاکٹر، میں اور بیدی، جریدہ راجندر سنگھ بیدی۔ فن اور شخصیت، مکتبہ ارژنگ پشاور، فروری ۱۹۸۴۔ ایضاً ص ۱۲۵

۲۔ ہربنس بیدی، راجندر سنگھ بیدی۔ کچھ یادیں، مشمولہ، عصری آگہی، راجندر سنگھ بیدی خصوصی شمارہ۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار نئی دہلی۔ اگست ۱۹۸۲۔ ص ۱۴۰

۳۔ مجتبیٰ حسین، مجتبیٰ حسین کی بہترین تحریریں، مرتب حسن چشتی۔ دارالنوادر لاہور۔ ۲۰۰۵۔ ص ۳۹

۴۔ پرکاش پنڈت۔ بیدی صاحب۔ مشمولہ، عصری آگہی۔ راجندر سنگھ بیدی خصوصی شمارہ۔ ص ۱۳۶

۵۔ اوپندر ناتھ اشک۔ راجندر سنگھ بیدی: ایک افسانہ نگار، ایک انسان۔ مشمولہ، دوماہی الفاظ علی گڑھ۔ نومبر دسمبر ۱۹۸۰۔ ص ۱۵۔۱۶

۶۔ مرزا ادیب۔ بیدی۔ ڈھکے چھپے پہلو، مشمولہ، جریدہ۔ راجندر سنگھ بیدی فن وشخصیت: ص ۲۹

۷۔ اوپندر ناتھ اشک۔ راجندر سنگھ بیدی: ایک افسانہ نگار۔ ایک انسان، مشمولہ دوماہی الفاظ: ص ۱۵۔۱۶

۸۔ یونس اگاسکر۔ راجندر سنگھ بیدی سے ایک ملاقات، مشمولہ، جریدہ۔ راجندر سنگھ بیدی فن وشخصیت۔ ص ۱۴۷

۹۔ جگدیش چندر ودھاون، راجندر سنگھ بیدی: شخصیت اور فن۔ بک ٹاک لاہور ۲۰۱۶۔ ص ۶۹

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ شمس الحق عثمانی، بیدی نامہ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی، ۱۹۸۶۔ ص ۶۵

۱۲۔ شمس الحق عثمانی، عجب آزاد مرد تھا، مشمولہ، ماہنامہ آج کل، پبلی کیشنز ڈویژن پٹیالہ ہاؤس نئی دہلی، اکتوبر ۱۹۸۵۔ ص ۱۷۔۱۸

۱۳۔ جگدیش چندر ودھاون، راجندر سنگھ بیدی: شخصیت اور فن: ص ۷۳

۱۴۔ مجتبیٰ حسین، مجتبیٰ حسین کی بہترین تحریریں، لاہور: ص ۴۱

۱۵۔ شمس الحق عثمانی، بیدی نامہ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی ۱۹۸۶۔ ص ۶۵

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-13

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۶۔کنہیالال کپور۔راجندر سنگھ بیدی، مشمولہ، جریدہ،راجندر سنگھ بیدی فن و شخصیت:ص ۶۵

۱۷۔پرکاش پنڈت، بیدی صاحب، مشمولہ، ایضاً۔ص ۷۳

۱۸۔ہربنس سنگھ بیدی،راجندر سنگھ بیدی:کچھ یادیں۔راجندر سنگھ بیدی خصوصی شمارہ،عصری آگہی۔دہلی اگست ۱۹۸۲۔ص ۱۴۷

۱۹۔اوپندر ناتھ اشک۔راجندر سنگھ بیدی:ایک افسانہ نگار۔ایک انسان۔دوماہی الفاظ:ص ۱۶